رسائل و مسائل

"لہوالحدیث" کی تشریح اور افسانہ و ناول

نعیم صدیقی

سوال: تفہیم القرآن پڑھتے ہوئے یہ مقام سامنے آیا کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ

"اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلامِ دلفریب خرید کر لاتا ہے۔"

مولانا نے افسانے اور ناول لَهْوَ الْحَدِيْث کے زمرے میں رکھے ہیں، مگر اگر ناول نسیم حجازی کے لیے جائیں یا اسلم راہی کے اسلامی تاریخی ناول، تو سوچ اور ہو جاتی ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، اسلم راہی کا ایک بھی نہیں اور نسیم حجازی کے دو ناول پڑھے ہیں۔ میری زندگی پر ان دو ناولوں نے کچھ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ نہ صرف ہیرو بلکہ تمام مسلمانوں کا کردار اور کچھ مسلمانوں کی غداریاں واضح ہوتی ہیں۔ مختلف زاویوں سے زندگی کے مختلف پہلوؤں کی اصلاح نظر کے سامنے آتی ہے۔ پھر ہیرو کا وقار، اس کا کردار، اس کی شخصیت بالکل مردِ مجاہد، مردِ قلندر، مردِ درویش کی طرح ہوتی ہے۔ اگر انہیں اپنا آئیڈیل بنائیں تو زندگی دوسرے لوگوں سے مختلف ہو جاتی ہے۔ میں نے ایک "قافلۂ حجاز" اور ایک "شاہین" ناول پڑھا ہے۔ مجھ پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ پھر یہ ہیرو بالکل اقبالؒ کے اشعار جو مسلم نوجوان کے لیے کہے گئے ہیں، کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تحریک اسلامی کے اپنے لٹریچر میں ناول بھی براجمان ہے اور افسانے بھی دھرنا مار کر بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر تفہیم القرآن جلد چہارم سورہ لقمٰن صفحہ ۸ پر جب کلام دلفریب کی شرح یا تفسیر پڑھی جاتی ہے اور وہ یہ کہتی ہے کہ اور بھی بہت کچھ ہے، مگر ناول اور افسانہ بھی لہو الحدیث کے زمرے میں آتے تو قرآن کا شیدائی، قاری یہ پڑھتا ہے تو اس کا ذہن آپ کے اس جواز پہ نہیں جاتا کہ اگر ناول اچھے لکھے ہوئے ہوں یا افسانے اصلاحی ہوں تو کچھ حرج نہیں پڑتا۔ وہ تو سیدھا سادا سا اعتراض جڑ دے گا کہ دیکھیے اس جماعت کے امیر نے تفہیم القرآن میں جو کچھ لکھا اس کے پیروکار اس کے خلاف اپنی تحریروں میں ناول اور افسانے پڑھتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں۔

اس کی وضاحت کریں۔

جواب: خط ملا۔ آپ کے اندر دین سے جو لگاؤ ہے اور جس طرح کا جذبۂ تلاشِ حق ہے، خدا اس میں برکت دے اور آپ کو صدق و صواب کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔

آپ نے تفہیم القرآن میں سورہ لقمٰن کی آیت ۶ کے ترجمے کا حوالہ دے کر اپنا اشکال پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلا ضروری امر یہ تھا کہ آپ آیت کے اصل مدعا کو سمجھنے کے لیے اس کے اہم اجزا پر غور کرتے۔ مثلاً "لہو الحدیث" خرید کر لانے کا مقصد یہ بتایا کہ "لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ" یعنی مطلوب اللہ کی راہ سے بھٹکانا ہو، کتاب حکیم کی طرف سے توجہ ہٹانا ہو۔ پھر الفاظ ہیں "بغیر علم" کے۔ وہ دین یا اللہ کی راہ یا کتاب حکیم کا علم بھی نہ رکھتا ہو کہ سوچ سمجھ کر اس نے فیصلہ کیا ہو کہ "کتاب حکیم" سے اس کا اہم کردہ "لہو الحدیث" زیادہ گراں قدر ہے۔ پھر الفاظ ہیں وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا۔ مراد یہ کہ وہ "سبیل اللہ" کا مذاق اڑاتا ہے۔ آخر کلام یہ کہ ایسے لوگوں کے لیے عذاب مہین ہے۔

پھر صاحب تفہیم القرآن کے حواشی سے اگر استفادہ کیا جائے تو چند اہم باتیں سامنے آتی ہیں:

ا۔ لہو الحدیث خریدنے کا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ وہ شخص حدیثِ حق کو چھوڑ کر حدیثِ باطلہ کو اختیار کرتا ہے۔

۲— اُن باتوں کی طرف راغب ہوتا ہے جن میں اس کے لیے نہ دنیا میں کوئی بھلائی ہے نہ آخرت میں۔

۳— نضر بن حارث نے قریش کے لوگوں سے کہا کہ جس طرح تم اس شخص (نبی اکرمؐ) کا مقابلہ کر رہے ہو۔ اس سے کام نہ چلے گا۔۔۔۔۔۔ ٹھہرو! اس کا علاج میں کرتا ہوں۔۔۔۔۔ اُس نے قصہ گوئی کی مجلسیں برپا کرنا شروع کیں۔۔۔۔۔۔ اس مقصد کے لیے گانے والی لونڈیاں بھی خریدی تھیں۔

متذکرہ ساری باتوں کو سامنے رکھیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ قصے کہانیاں اور لہو و لعب کی باتیں مراد ہیں جو دعوت الی اللہ اور تعلیم قرآن کے فروغ میں خلل ڈالیں اور انسان کو خواہشات و لذات کی دُنیا میں گم کر دیں۔ یہاں حملہ ان کے خلاف ہے۔ ورنہ فی نفسہٖ اگر شاعری یا قصہ کہانی کا سلسلہ یکسر ممنوع ہوتا تو نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کو منبر پہ بٹھا کر ان سے شعر پڑھواتے اور نہ ازواجِ مطہرات کو حدیث خرافہ جیسے قصے سُناتے۔

خود مولانا مودودیؒ نے ادب کے متعلق جو انٹرویو دیئے اور جو تقریریں کیں وہ اگر آپ کے سامنے ہوں تو آپ کو معلوم ہو کہ وہ ادبیات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک کافرانہ ادب، دوسرا جائز ادب، تیسرا اسلامی ادب۔ مشرقی پاکستان کے بیت المکرم میں ایک لمحہ آزمائش میں انہوں نے فرمایا تھا کہ کاش کہ یہاں کے لوگوں کے لیے اقبال کی شاعری اور نسیم حجازی کے ناولوں کے ترجمے کیے گئے ہوتے۔

ادب ایک عظیم قوت ہے جسے دُنیا کی مختلف قوموں نے استعمال کیا ہے اور خاص طور پر آج کے زمانے میں جتنے بڑے اور منظم پیمانے پر کمیونسٹوں نے اپنے نظریات اور اپنی تحریک کا راستہ بنانے کے لیے شعر و افسانہ سے کام لیا ہے، اس کو دیکھنے کے بعد مسلمان قوتوں کا ادب کی طاقت سے غافل ہو کر بیٹھ رہنا اپنے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔

ادب کی بحثیں آج کہاں سے کہاں پہنچ گئیں۔ لیکن آپ اور دوسرے بے شمار بھائی ابھی تک ان سوالات میں اُلجھے ہوئے ہیں کہ کہانیاں جائز ہیں یا ناجائز؟ اور کیا کوئی مسلمان افسانہ یا ناول لکھ سکتا ہے؟

افسانہ و ناول پر ادب ناشناس حضرات فقیہانہ ذہن سے کبھی کبھی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ وہ جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ گلستانِ سعدی آپ نے پڑھی ہے؟ حکایاتِ مولانا روم پڑھی ہیں؟ کلیلہ دمنہ پڑھی ہے؟ اردو میں شہرتِ عام اور بقائے دوام کا دربار پڑھا ہے؟ اس طرح کی چیزوں سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کہانیاں صورتِ مفروضہ پیش کرتی ہیں کہ اگر یوں ہو تو کیا ہوتا ہے۔

کہانیاں ایسے واقعات کو لاتی ہیں جو یا تو انسان کے ذہن میں بہ شکلِ تصور پائے جاتے ہیں، یا معاشرہ میں حقیقی طور پر وہ ایسے کرداروں کو دکھاتی ہیں جن کے نمونے ہمارے سامنے موجود ہوتے ہیں۔ یا جن کا ہونا ہم بآسانی تصور میں لاسکتے ہیں۔ فرق یوں پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کہانیاں محض تفریحاً لکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کوئی مفید اُصول و مقصد نہیں ہوتا۔ دوسری طرف کچھ لوگ اس احساس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ پڑھنے والا اچھے افکار، اچھے اُصولوں، اچھے کرداروں، اچھی قدروں اور اچھے فیصلوں کی طرف مائل ہو۔ یا فرق یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اسفل جذبات اور فحش اندازِ بیان اختیار کرتے ہیں اور بعض پاکیزگیٔ جذبات اور حسنِ گفتار کا خیال رکھتے ہیں۔

ادب کسی بھی دَور میں انسانی جذبات و احساسات کی زبان ہوتا ہے۔ آپ اپنی حد تک یہ زبان بند رکھتے ہیں، مگر یہاں دوسری قوتیں آپ کے خلاف جذبات و احساسات کی زبان کا استعمال کرتی ہیں۔ حد یہ کہ دیندار مسلمانوں کی اکثریت وقت کے ادب کو جانتی ہی نہیں۔ سَو میں سے دو آدمی ادبیات کا مطالعہ کرنے والے مل جائیں تو بڑی بات ہوگی۔ خادمانِ اسلام میں سے بہت کم کو یہ علم ہے کہ مخالف محاذ سے کس زور کا سیلاب اُمڈا چلا آرہا ہے۔ ادب کے نظریات کیا کیا رائج ہیں۔ بحثیں کیا کیا چل رہی ہیں۔ اسلام کی علمبردار قوتوں کو ادبی لحاظ سے کتنا کام کس رفتار سے کرنا چاہیے۔

میں نے ایک لمبا دَور دعوتِ اسلامی اور تحریکِ اسلامی کے ساتھ گزار کر یہی اندازہ کیا ہے کہ ادب کو ہمارے حلقوں میں کوئی وقعت حاصل نہیں۔ ادبی کام کرنے والوں کا کوئی مقام نہیں۔ اگر کچھ دوست ادب سے دلچسپی دکھاتے ہیں تو زیادہ تر مروتاً اور وہ بھی سرسری یا بائی

دی ہے۔ اس سلسلے میں چونکانے کی کوششیں کی گئیں، مگر "دریا کو اپنی موج و طغیانیوں سے کام"۔ اب مجھے یہی تشویش ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس پسپائی کا احساس ہوگا جو ادبی کام کی کوتاہی کی وجہ سے غیر محسوس طور پر واقع ہو رہی ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن اس کمی کی تلافی کا جذبہ بیدار ہوگا۔

تو میری گذارشات کا مطلب یہ ہے کہ دعوتِ دین کے تقاضوں کو بس اسی حد تک محدود نہ سمجھیے کہ درسِ قرآن ہوگیا یا نوافل پڑھے گئے، بلکہ ایک ضرورت یہ ہے کہ علمی سطح پر اسلام کا مضبوط لٹریچر موجود ہو، تعلیمی سطح پر اس کو وزن حاصل ہو۔ صحافت اور ذرائع ابلاغ کی سطح پر اس کی نیر نگیاں جگمگائیں اور شعر و ادب کی سطح پر اسلامی جذبات و رجحانات کے پھول کھلیں اور مہک پھیلائیں۔

ہر وہ کہانی باعثِ ثواب ہے جو خدا پرستانہ جذبات اور اخلاق و اقدار کی آبیاری کرتی ہے۔ ہر وہ کہانی جائز حدود میں ہے جو اسلام کے کسی اصول و قدر سے ٹکراتی نہیں اور ہدایت کی راہیں روکتی نہیں۔ اس کے بعد ہر وہ کہانی قابلِ استرداد ہے جو مخالفِ اسلام نظریات اور اقدار و اطوار کا اثبات کرتی ہو اور اسفل کرداروں کو پسندیدہ بنا کر دکھائے۔ یہی تعریف شعر اور مجموعی طور سے ادب پر بھی درست آئے گی۔

بس اتنی بات پلے باندھ لیجیے اور پھر اطمینان سے اپنے کام میں لگ جایئے۔